

وہ انسان ہی ہونگے لیکن

تحقیق نگار ----- ایم عمران ادیب

زلزلہ آنے سے پہلے بعض جانور خبردار کیسے ہوجاتے ہیں - کتے کونسی ایسی چیزیں دیکھ کر بھونکتے ہیں جنہیں ہم نہیں دیکھ پاتے ہیں۔ عقاب کی نظروں میں ایسے کونسے لینز ہیں جو وقت آنے پر دور بین کا کام دیتے ہیں - بعض جانور رات کی تاریکی میں صاف دیکھتے ہیں لیکن ہم کیوں نہیں دیکھ پاتے ہیں - چیتے میں ایسے کونسے خلیے ہیں جو اسے چست رکھتے ہیں - ڈالفن اسی (80) ہزار ہرٹنز کیسے سن لیتی ہے -

قارئین ! یہ وہ سوال ہیں جنہوں نے ایک تحریک کو جنم دیا۔ اسے ٹرانس ہیومن (Transhumans) پروجیکٹ کہتے ہیں - یعنی ایک ایسے انسان کی تیاری جس میں جانوروں کی تمام منفرد خصوصیات پائی جاتی ہوں - وہ اندھیرے میں دیکھ سکتا ہو - اونٹ کی طرح بے مثال برداشت کا حامل ہو - شیر کی طرح بہادر اور چیتے کی طرح چست ہو - اسکی قوت شامہ کتے کی طرح نہایت طاقتور ہو - بلی اور کتے کی طرح اسکا جسم نہایت لچک دار ہو - چھپکلی کی طرح دیواروں پر چل سکتا ہو - اسکے باقاعدہ ذاتی پر ہوں وہ جس سے شاہین جیسی اڑان بھرے - اسکی دماغی صورتحال لومڑی کی طرح شاطر ہو - بعض جانور زمین کے نیچے روٹھا ہونے والی تبدیلیوں کو محسوس کر لیتے ہیں - ٹرانس ہیومن مین بھی اسی خصوصیت سے بھر پور ہو گا

ایسے انسان کی تیاری کیلئے ضروری ہے سائنسدان ڈی این اے کی زبان کو سمجھتے ہوں - پھر اس زبان کا جینیٹک میک اپ کر کے ایک الگ طرح کا انسان پیدا کیا جا سکتا ہے - اب سوال یہ ہے کہ ڈی این اے کی زبان کیا ہوتی ہے -

جب بچہ ماں کے پیٹ میں پانی کی صورت ہوتا ہے تو اس پانی میں باریک باریک ذرات تیر رہے ہوتے ہیں - جنہیں جینز کہا جاتا ہے - ان جینز کے اندر بچے کی پوری شخصیت کا علم موجود ہوتا ہے - وہ گورا ہوگا یا کالا ، اسکی آنکھیں کیسی ہونگیں ، اسکے گال کیسے ہونگے ، اسکی ذہنی صورتحال کیا ہوگی ، اسے زندگی میں کونسی بیماری زیادہ لاحق ہوگی ، بچہ ماں جیسا دیکھائی دے گا یا باپ کی مانند - غرض ہر ایک جین کے

اندر بچے کی ایک خصوصیت چھپی ہوتی ہے - ان جینز کی مجموعی شکل سیڑھی کی طرح دیکھائی دیتی ہے - اسے ڈی این اے لینگو ایج کہتے ہیں - اگر اس لینگو ایج کو سمجھ لیا جائے تو ماں کے پیٹ میں موجود بچے کو اپنی پسند کا وجود اور صلا حیتیں دی جا سکتی ہیں - خوش قسمتی سے یا بد قسمتی سے اب ڈی این اے لینگو ایج کو سمجھ لیا گیا ہے - اتنی کامیابی حاصل کرنے کے بعد دنیا کی بیومن ریسرچر تنظیموں کو ایک انوکھا خیال آیا - اس خیال کا پہلا جملہ امریکی ادارے ڈارپا نے ایک تقریب میں ادا کیا

اگر ہم انسان سے بہت آگے کی چیز بن سکتے ہیں تو پیچھے کیوں کھڑے ہیں (ڈارپا یونین)

اس بیان کے بعد ڈارپا نے عملی قدم اٹھایا - انہوں نے تمام جانوروں کے ڈی این اے لینگو ایج میں منفرد صلا حیتیں رکھنے والے جینز کی تلاش پر کام شروع کر دیا - تاکہ انہیں انسانی جینز میں جینیٹک میک اپ کے ذریعے داخل کیا جا سکے - اس طرح ایک ایسا انسان وجود میں لایا جائے - جو ہر کمزوری سے پاک بے مثال شخصیت رکھتا ہو - اس میں ایسی چیزیں دیکھنے اور سننے کی صلا حیت ہو جسے آج کا انسان نہیں دیکھ اور سن پاتا - اسکا جسم اتنا مضبوط ہوگا کہ سخت ترین حالات میں بھی وہ نارمل محسوس کرے گا - اس ٹرانس بیومن پراجیکٹ پر کام کا آغاز ہوئے زیادہ عرصہ نہیں گزرا تھا - جب دنیا کے تمام ترقی یافتہ ممالک نے اس نظریے کی افادیت کو سمجھنا شروع کیا - آپ خود سوچیے ایک ذہین اور لاجواب صلاحیتوں مالک آدمی قوم کا عظیم سرمایہ ہوتا ہے - ایسے لوگ ہی قوموں کے عروج کا باعث بنتے ہیں لیکن جب ایک ملک باقاعدہ بے مثال نسل کی پیداوار شروع کر دے گا تو اس ملک کی ترقی کا کیا عالم ہوگا - اس کے سامنے دوسروں کی کیا حثیت ہوگی - اسی سوچ پر سنجیدہ ہوتے ہوئے دنیا کے تمام ترقی یافتہ ممالک نے اس دوڑ میں حصہ لے لیا - اس میں امریکہ ، چین ، برطانیہ ، روس اور کینیڈا جسے کئی ممالک شامل ہیں - سائنس کی دنیا میں یہ واحد مشن ہے جس پر سائنس کی تمام شاخیں کام کر رہی ہیں -

اب سب سے اہم سوال یہ ہے کہ اس ٹیکنالوجی سے پیدا ہونے والا انسان کیسا ہوگا ؟

قارئین ! ٹرانس ہیومن کے انسان کو سب سے پہلے کو ماں کے پیٹ میں ڈیزائن کیا جائے گا - یعنی وہ کیسا دیکھائی دے گا - اس کے بعد اس کے جینز میں پروگرامنگ کی جائے گی - یعنی اس کی تخلیق کا مقصد کیا ہے - مثال کے طور پر ٹرانس ریسرچر ایک فوجی بنانا چاہتے ہیں تو وہ جینز کو آرمی جین پروگرام دیں گے - اس کے قدرتی جینز سے رحم، ڈر اور متاثر ہونے جیسی دیگر چیزیں نکال دی جائیں گئیں - وہ پیدائشی طور پر بے رحم فوجی ہوگا - جیسے ہمارے ہاں کچھ لوگ پیدائشی گلوکار، اداکار یا تصوف پسند ہوتے ہیں - یہ ان کی قدرتی ڈی این اے پروگرامنگ ہوتی ہے - جو انہیں دوسروں سے الگ بناتی ہے - اس کے بعد اس مصنوعی انسان کی حیوانی خصوصیات پر مبنی ترتیب لگائی جائے گی - جس سے وہ دنیا کہ ان رازوں کو جان سکے گا جنہیں عام انسان نہیں جان سکتا - بس جانور سب کچھ دیکھتے اور سنتے ہیں - ان کی سوچ آئن سٹائن اور ارسطو جیسی ہوگی - ان کی عمریں ہزاروں برس تک ہونگیں - یہاں ایک بات قابل غور ہے - ایک انسان ہونے کے ناطے ہماری آدھی زندگی دکھوں اور بیماریوں کی نذر ہوجاتی ہے - لیکن ٹرانس ہیومن کے بنے انسان بیماریوں کے خلاف زبردست قوت مدافعت رکھتے ہونگے - دلچسپ پہلو یہ ہے کہ وہ دکھ کی شدت سے متاثر نہیں ہونگے - بس صرف دکھ کا احساس کریں گے - اس سلسلے میں ان کے دماغ کے مخصوص جین کو جینیٹکلی ڈیو لپ کر دیے جائیں گے تا کہ وہ دکھ کی وجہ سے ڈپریشن کا شکار نہ ہوں - بعض ریسرچر کہتے ہیں کہ ٹرانس ہیومن کے انسان اتنے ذہین ہونگے - وہ دنیا کے پیچیدہ ترین مسائل کو حل کرنے کی صلاحیت رکھتے ہونگے -

اب دوسرا اہم سوال یہ ہے کہ یہ عجیب و غریب تجربہ کہاں تک پہنچا ہے اور کس قدر کامیابی ممکن ہے ؟

ابھی ہیومن ٹرانس لیبارٹریز ابتدائی مراحل میں ہیں - جہاں مرد و عورت کا مشترکہ ڈی این اے ٹیسٹ کے بعد پڑھا جاتا ہے - پھر اسے کسی جانور کے ڈی این اے کے ساتھ ملایا جاتا ہے - اس دوران جینز کی ترتیب کا خاص خیال رکھا جاتا ہے - ابتدائی تجربات کے بعد امریکی ادارے ڈارپا نے دعویٰ کیا ہے کہ ہم ایسے سور پیدا کرنے میں کامیاب ہوئے ہیں جو انسان کے بالکل قریب ترین ہیں - ان میں انسانی جینز ٹھیک کام کر رہے ہیں - لیکن اس دعویٰ پر برطانوی ریسرچرز نے تنقید کرتے ہوئے کہا ہے - کہ سور اور

انسان کے ڈی این اے پہلے ہی بہت ملتے ہیں لہذا یہ کوئی بڑی بات نہیں ہے - اصل تجربہ وہ ہے جو کسی متضاد جاندار پر کیا جائے -

قارئین ! یہ تھی ٹرانس ہیومن کی رواداد - جسے حقیقت بنانے کیلئے دن رات پوری دنیا میں دوڑ جاری ہے - اس دوڑ میں بہت سارے ممالک شامل ہیں - جنہوں نے مل کر آل ورلڈ ٹرانس ہیومنز سوسائٹی بنائی ہے جن کے صدر ڈاکٹر جیمز ہیوز ہیں - اس تحریک میں اکثریت یہودی کمپنیوں کی ہے - جو کسی بھی قیمت پر دنیا کی حکومت چاہتے ہیں - ان کا دعویٰ ہے وہ 2035 تک ٹرانس ہیومن کے تجربے میں پوری طرح کامیاب ہو جائیں گے - اس میں کوئی شک نہیں ہے وہ انسان ہی ہونگے لیکن کمپیوٹر پروگرامک انسان ہونگے -